اسلام ایک مکمل نعمت ہے

قرآن کریم میں ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینًا (مائدہ)

اس آیت کریمہ سے اسلام کی اکملیت، جامعیت اور اجتماعیت اور پھر جمعیۃ خاطر کے حصول کا تذکرہ فرمایا گیا ہے اور تین خصوصیات کا علم ہو رہا ہے۔

جامعیت کا ثبوت تو ترجمہ سے ظاہر ہے اکمال دین کا مطلب ہی یہی ہے اور اسمیں یہ قید الیوم کی لگائی گئی ہے معلوم ہوا کہ اس سے قبل دین مکمل و جامع نہ تھا، کیونکہ آپ کی مدت تبلیغ ۲۳ سال سے جاری رہی مگر وفات سے کچھ پہلے یہ آیت اتری،

نوحؑ کا دین بھی اسلام تھا، وامرت ان اکون من المسلمین ابراہیمؑ کا بھی اعلان تھا۔ انا اول المسلمین، اور اپنی اولاد سے کہا فلا تموتن الا وانتم مسلمون حضرت موسیٰ کا قول بھی یہی تھا، فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین یعنی تم اسی پر بھروسہ کرو اگر مسلمان ہو۔ ان کی قوم بھی مسلمان تھی، چار ہزار انبیاء بنی اسرائیل میں آئے۔ یحکم بہا النبیون الذین اسلموا ان سب کا دین بھی اسلام ہی تھا، حضرت سلیمانؑ کا دین بھی اسلام تھا، ملکہ بلقیس جب آئی ہے اور اس نے واقعات کا مشاہدہ کیا تو کہا رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین۔ حضرت یوسفؑ اسلام پر موت کی تمنا کرتے ہیں رب قد اتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما۔ عیسیٰ اور ان کے حواریوں کا دین بھی اسلام تھا، چنانچہ ان کا اعلان تھا۔ فقولوا اشہدوا بانا مسلمون (سورہ آل عمران) ارشاد ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینا

فلن یقبل منہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بھی وہی اسلام ہے، جو سب انبیاء کرام کا رہا ہے احکام دین میں رد و بدل ہوتے لیکن اصول، مبدأ، معاد، نبوت یہ تینوں عقیدے ہر زمانہ میں یہی رہے اس میں کبھی تغیر نہیں ہوا، امت مسلمہ گویا جامع ہے سارے ادیان کی وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر)

اس آیت کریمہ کی بنیاد پر مولانا قاسم نانوتوی کا ارشاد ہے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ہندوستان میں کرشن و رام چندر جی نبی رہے ہوں مگر بعد میں ان کی قوموں نے ان کے شرائع کو اور قوموں کی طرح بدل دیا ہو، خداوند کریم نے اور ادیان کی حفاظت کا ذمہ دار اقوام و امم کو بنایا جیسا کہ ارشاد ہے بما استحفظوا من کتاب اللہ یعنی اللہ کے کتاب کی حفاظت کا مطالبہ کیا گیا، اور اس جامع دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا جیسا کہ ارشاد ہے انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون۔

حدیث میں ہے ما من معروف الا امرتکم وما من منکر الا قد نھیتکم مطلب یہ ہے کہ تمام خانوں کی خانہ پری ہو چکی ہے۔

ایک شبہ:۔ نبوت تو ایک رحمت ہے اور قطع نبوت قطع رحمت ہے تو اس کو کیوں منقطع کیا گیا جبکہ حضورؐ رحمت عالم ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ستاروں و چاند کی روشنی سے دنیا میں اجالا ہوتا ہے لیکن جب آفتاب عالمتاب آتا ہے تو سب کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے تو کیا آفتاب کو قاطع الانوار کہیں گے؟ تو ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں نہ کہ انقطاع انوار نبوت جب ایک چیز سب سے زیادہ مکمل و جامع ہوتی ہے تو دوسری ناقص چیزیں خود اس کے سامنے ماند ہو جاتی ہیں۔ حضور کی نبوت منقطع نہیں ہوئی، موسیٰؑ کا ید بیضا گیا، عیسیٰؑ کا احیاء موتی گیا، داؤدؑ کا نغمہ بھی گیا، عمل کی چیز عامل کے ساتھ چلی جاتی ہے لیکن علم باقی رہتا ہے عمل آنی جانی چیز ہے اور علم دوامی چیز ہے نبوت کی دلیل معجزہ ہوتی ہے آنحضرتؐ کو قرآن پاک کا جو معجزہ دیا گیا وہ بھی دوامی ہے، قرآن کریم، حضورؐ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا، چاند کا دو ٹکڑا ہونا عمل معجزہ ہے مگر قرآن کریم تبیاناً لکل شیئ علمی معجزہ ہے دعویٰ مع الدلیل ہے قرآن میں کلیات ہوتے ہیں، مسائل کا استنباط و اجتہاد ہر حادثہ کے موقعہ پر قرآن کریم سے برابر ہوتا رہتا ہے امت نے اس قرآن کو حرز جاں بنایا اسکو حفظ بھی کیا۔

حفظ کا ایک حیرت انگیز واقعہ:۔ امام ترمذی رحمہ ایک شیخ کے پاس گئے، دوات قلم تھا

لیکن سارے ہی تلامذہ کی طرح کاغذ کا اوٹ بنا کر ہاتھ کو لکھنے کے طور پر حرکت دیتے چلے جاتے ایک دن شیخ نے اعتراض کیا اور کہا کہ تو فضول بیٹھتا ہے فرمایا فضول نہیں مجھے سب ہدایات یاد ہیں چنانچہ ہفتہ بھر کی روایات مع سند و متن کے علی الترتیب سنا ڈالیں۔

ایک [illegible] تھے وہ اپنی کان میں کلام رسول کے علاوہ ہر چیز کے لئے روئی رکھتے تھے کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ جو بات کان میں جائے گی وہ نکل نہ سکے گی۔ اسلئے کلام رسول کے علاوہ اور باتوں کے سننے کی ضرورت ہی کیا ہے تو جس امت نے حدیث کو اس طرح محفوظ کیا وہ قرآن کیوں نہ محفوظ رکھتی استنباط مسائل واجتہادات میں امت کا بڑا کارنامہ ہے۔

امام احمدؒ [illegible] شافعیؒ کے شاگرد تھے۔ اور اپنے استاذ یعنی امام شافعی کے پاس حاضری دینا چاہتے تھے۔ اس موقع پر امام احمد کا استقبال [illegible] نے کیا امام شافعیؒ نے اپنا مہمان بنایا، کھانا اس طرح امام احمدؒ نے کھایا جیسے کوئی سات وقت کا بھوکا مسافر لوٹ پڑا ہو امام شافعی کی لڑکی نے اعتراض کیا کہا کہ اسقدر کھایا مومن تو ایک انتڑی سے کھاتا ہے اور سات انتڑی سے تو کافر کھاتا ہے۔ امام شافعی ساکت ہو گئے پر ہیں کیسے کہتا کہ روٹی کم کھاؤ، کھانا کھا کر جب امام احمدؒ واپس آئے تو رات کو تہجد کیلئے پانی رکھا مگر صبح دیکھا کہ پانی کا استعمال نہیں ہوا نہ وضو کیا۔ نہ تہجد پڑھی گئی، تو اب امام شافعیؒ نے اعتراض کیا کہ یہ تغیر کب سے آیا؟ جواب دیا کہ جب دستر خوان پر کھانا لاکر رکھا گیا تو اس قدر انوار [illegible] ہوئیں کہ شاید اب لقمہ نہ کھایا ہو، اس لئے زیادہ کھالیا، اور علمی فائدہ یہ ہوا کہ [illegible] اس سے نماز تہجد پڑھی اور فجر بھی پڑھی اسلئے پانی کے استعمال کی ضرورت نہ تھی اور علمی فائدہ [illegible] پر بیٹھ کر ایک آیت سے سو مسئلے نکالے جس طرح امام نوویؒ ایک حدیث براء بن عازبؓ سے سو مسئلے نکالا تھا ائمہ کرام بڑے ذہین وفطین ہوتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ بھی بے حد ذکی تھے ایک واقعہ سنئے،

ذکاوت امام ابو حنیفہؒ:

کوفہ میں ایک شخص کے گھر چوری ہو گئی۔ گھر والے نے چور کو پہچان لیا، اس پر چور نے مالک مکان سے کہا کہ تم حلف اٹھاؤ اگر میں چور کا نام کسی سے بتلاؤں تو میری بیوی پر طلاق پڑ جائے اس نے حلف اٹھالیا، صبح یہ شخص حیران ہو کر کوفہ کے علماء و فقہاء کے پاس گیا سب نے ماجرا سنا اور کہا کہ اگر تم چور کا نام بتاؤ گے تو بیوی پر طلاق واقعی پڑ جائے گی۔ اور نہیں بتلاؤ گے تو مال نہیں ملے گا۔ اسی پریشانی میں وہ شخص حضرت امام ابو حنیفہ کے پاس پہونچا اور سب ماجرا سنایا، امام ابو حنیفہؒ

نے کہا کہ اپنے محلہ کے سب لوگوں کی دعوت دیدو، ہر ایک آدمی کو چائے نوش کرانے کے بعد ایک چھوٹے دروازہ سے سب کو باہر کر دیا کرو اور ہر ایک کے بارہ میں کہدیا کرو کہ یہ چور نہیں ہے۔ اور جب چور نکلے تو چپ چاپ رہو، اس ترکیب سے بلا نام بتلائے ہوئے چور معلوم ہو جائے گا۔ اور مال بھی مل جائے گا، بیوی پر طلاق بھی نہ پڑے گی، کیا خوب یہ ذکاوت تھی،

ایک واقعہ:۔ بادشاہ اکبر کے دربار میں بیربل ایک ذہین و فطین آدمی تھا، ایک بار اکبر بادشاہ نے ایک لکیر زمین پر کھینچ دیا اور کہا کہ اسکو ہاتھ لگائے بغیر چھوٹی کر دکھاؤ، تمام درباری حاضر تھے، کسی کے سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی، بیربل اٹھا، اس نے اس لکیر کے سامنے ایک بڑی لکیر کھینچ دی اسکے سامنے وہ لکیر چھوٹی ہوگئی، سب اسکی ذہانت و فطانت پر خوش ہوگئے، اکبر بھی بہت محظوظ ہوا۔

پس دین کیلئے الیوم کہنے سے معلوم ہوا کہ دین آج مکمل ہوا، نماز کے اندر ابتداء میں سلام و کلام جائز تھا، دید و شنید روا تھی، مزاج شریف اچھا ہے؟ یہ سوال جائز تھا، ادھر ادھر دیکھنا بھی جائز تھا، در دریا کوزہ "تربیت" کا گویا نمونہ تھا، صحابہ کرام جب حبشہ سے واپس لوٹے تو نمازیوں سے سلام کیا مگر کسی نے جواب نہیں دیا، نمازیوں نے نماز کے اندر ہاتھ مارنا شروع کر دیا، تو آپ نے فرمایا اب نماز کے اندر سلام و کلام جائز نہیں، لہ۔ امرنا بالسکوت ونهينا عن الكلام ۔

اسلامی احکام تدریجاً نافذ کئے گئے، اللہ پاک نے جب شراب کو حرام فرمانا چاہا تو "اثمهما اكبر من نفعهما" لوگوں نے سمجھ لیا کہ اسلام میں شراب پسندیدہ نہیں ہے کچھ دنوں کے بعد آیت اتری لا تقربوا الصلوٰة وانتم سكارى، پانچ وقت بحالت نماز لوگوں نے شراب کو ... پھر آیت اتری انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه، لوگوں نے مٹکا توڑ دیا، شراب کی نالیاں برسات کے پانی کی طرح بہہ نکلیں ایکبارگی منع فرما دیتے تو لوگ بیمار ہوجاتے، تدریجاً منع فرمایا تو سب لوگوں نے چھوڑ دیا، یہ ہے تعلیم و تربیت کا فرق، تعلیم تو ہوتی ہے گھڑی گھڑی تربیت میں تدریج ہوتی ہے۔

تربیت کی ایک اور مثال:۔ ایک شخص نے حضورؐ سے عرض کیا کہ زنا، چوری، شراب نوشی سب کرتا ہوں، جھوٹ بھی بولتا ہوں، ان برائیوں میں سے ایک ہی برائی چھوڑوں گا، فرمایا کہ جھوٹ نہ بولنا، اس نے وعدہ کر لیا کہ بس جھوٹ نہ بولوں گا

اب شراب بھی نہیں پیا کہ سچ بولوں گا تو حد پڑے گی، زنا سے بھی باز آ گیا کہ اگر وعدہ کے مطابق سچ بولوں گا تو سنگسار کیا جاؤں گا، اسی طرح جب چوری کرنے چلا تو ڈرا کہ سچ بولوں گا تو ہاتھ کٹے گا، چنانچہ سب کاموں سے وہ محفوظ رہا آپ نے ایک چیز کا عہد لیا، اور اس نے سارے برے کام ترک کر دیئے،

احوال وظروف کی رعایت :-

صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ بغیر مہر کے سلاطین دنیا کوئی خط قبول نہیں کرتے، آپ نے مہر بنوایا مخاطب کے مزاج و احوال وظروف کی رعایت ضروری ہے یہ تربیت میں داخل ہے

۲:- عرب میں ایسے ایسے پہلوان تھے کہ اونٹ کے چمڑہ پر بیٹھ جاتے سو آدمی کھینچے چمڑہ ٹکڑا ٹکڑا ہو جاتا لیکن جس جگہ پر وہ ہوتے وہ جگہ سرک نہ سکتی، اس پہلوان نے کہا کہ میں اس طرح اسلام لاؤں گا کہ آپ مجھے پچھاڑ دیں آپ تیار ہو گئے، اور جب اسے پکڑا تو اس طرح اٹھا لیا جیسے کوئی ہاتھ میں چڑیا اٹھا لے اس نے کہا کہ مجھے یقین نہیں آیا کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں ایک بار اور سہی چنانچہ آنحضرت نے پھر دو ایک ہاتھ اور دکھانے کے بعد ایک چڑیا کی طرح اسے اوپر اٹھا لیا، آخر وہ ایمان لے آیا، حضورؐ کا کام اکھاڑا یا دنگل لڑنا نہیں تھا لیکن احوال وظروف کے تحت مخاطب کی رعایت فرماتے تھے، الیوم اکملت لکم دینکم کے تحت مجموعہ دین کو [illegible] ایک خاص تربیت کے ساتھ مرتب کیا گیا، اس آیت کریمہ کے نزول پر حضرت عمرؓ سے ایک یہودی نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم جیسی آیت ملی ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن مناتے، عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ اس دن ہماری دو دو عیدیں جمع تھیں، ایک عرفہ کا دن تھا، دوسرے جمعہ کا دن، غرض ہم ایسا جشن مناتے ہیں جس میں مشرق ومغرب کے تمام اقوام عالم جمع ہوتے ہیں،

اسلامی قوانین کی جامعیت :-

دیگر مذاہب کے اندر میراث کا قانون نہ تھا قانون میں ہر طرح سے خلا تھا اسے دور کرنے کیلئے میراث کا قانون بنا، طلاق وخلع کا قانون نہ تھا، اس خلا کو پر کرنے کیلئے اقوام نے آواز اٹھائی، وہ منظور کرنی پڑی۔ نسل ورنگ، چھوت چھات ختم کرنے کی آواز اٹھی، اسلام کی اس آواز کو بھی حکومتوں کو قبول کرنا پڑا، اسلام دوسروں سے بھیک مانگنے نہیں گیا، کیوں وہ خود جامع تھا،

تعلیم کی جامعیت :- خرچ پر نعم البدل ملنے کی بشارت جہاں امیر کے لیے دی گئی ہے وہاں غرباء کیلئے فرمایا کہ امیر جب تک حساب و کتاب کے لئے پیش ہوں گے غرباء ان سے پانچسو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ تھی جامعیت تعلیم

بیمار کے متعلق فرمایا اے بندے میں بیمار تھا تو میری عیادت کو نہ آیا دیکھے گا خدایا! مجھے یہ لب موقع ملا کہے گا میرا فلاں بندہ بیمار تھا! تو اس کے پاس نہ آیا اگر اسکی مزاج پرسی کو تو آتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

اس روایت سے بیمار اور اسکی خدمت کرنے والے دونوں کو تسلی بخش کلمات سے نوازا گیا۔ اور ان دونوں سے اپنا قرب و تعلق ظاہر فرمایا گیا۔

جامعیت تعلیم کی ایک اور مثال :- موسوی شریعت میں بدلہ لینا واجب ہے، عیسوی شریعت میں بدلہ لینے کے بجائے معاف کرنا واجب ہے دائیں گال پر مارے تو بایاں گال بھی پیش کرنا واجب ہے اسلام نے دونوں کو جمع کرکے نہایت معتدل حکم دیا کہ بدلہ بھی لے سکتے ہو۔ اور اگر مصلحت ہو تو معاف بھی کر سکتے ہو۔ کسی ایمان کامل کو سنا دو کہ حکم یہ ہے کہ دائیں گال کے بعد بائیں گال بھی پیش کرنا ہوگا۔ تو وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ کر ایسے اسلام کو قبول کرنے پر راضی نہ ہوگا۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چوں رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

ایک نکتہ :- الیوم اکملت لکم میں اکمال کو مطلق چھوڑا، فاعل کامل ہے تو فعل بھی کامل ہوگا۔ کامل ہونے کے معنی ہیں ہر گونہ مکمل اور جامع ہے لکم فرمایا کہ تمہارے نفع کیلئے مکمل کیا اپنی احسان کو جتایا تو تکمیل دین کا کیوں کہ جس طرح سلاطین چھوٹی بات پر احسان نہیں جتاتے کہ تمہارے لئے سڑک بنوادی بجلی لگوادی کیوں کہ یہ تو میونسپلٹی کا کام ہے۔ وہ بڑی سے بڑی نعمت کا احسان جتائے گا اسی طرح اللہ پاک نے سب سے بڑی نعمت (اسلام) پر اپنا احسان جتایا ہے۔

الغرض اسلام کو بہت بڑا انعام بنا کر عطا کیا گیا لیکن اسلام نعمت حسنہ اسوقت ہوگا جب ماحول مناسب ہوگا اور نعمت تام جب ہوگا جب شوکت بھی حاصل ہو جائے کہ اس انعام کو قبول کرلیں اور جو قبول کریں وہ اسے قائم رکھ سکیں اتمام نعمت

(باقی صفحہ ۵۶ پر)